بفیض روحانی
نمونۂ شدت
حضرت عمر و
اعلیحضرت خلیفہ
و مظہر اعلی
حضرت امام
المناظرین شیر
بیشۂ سنت الشاہ مفتی
حشمت علی خان
قادری رضوی رضی
المولیٰ عنہ



مئی
۲۰۲۲
{May-2022}

ماہنامہ
حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے   فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر : عبید حشمت علی
تزئین کار : محمد سہیل رضا حشمتی
(عرب شریف)

آر این آر آرٹس گلبرگہ

ماہنامہ
حشمت ضیا
مئی ۲۰۲۲ء

مدیر
عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار
محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ القوی
(عرب شریف)

بفیضِ رُوحانی

اسداللہ والرسول عم رسول اللہ سید الشہداء **حضرت امیر حمزہ** رضی المولیٰ عنہ

ثم

شاہزادۂ غوث الاعظم، سلطان الاغنیاء والاسخیاء **سید بابا بہاؤالدین شاہ اصفہانی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

نبیرۂ سرکار بندہ نواز گیسو دراز خواجہ گنج بخش **حضرت قبول اللہ حسینی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

مرید و خلیفۂ مظہر اعلیٰ حضرت قطب بمبئ **حضرت حاجی احمد عمر ڈوسا** حشمتی علیہ الرحمہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان، **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت محقق عصر، رئیس التحریر **حضرت مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

نعت شریف

دامنِ آقا کی وسعت اور امانوں پر نثار

از—نبیرۂ مظہر اعلی حضرت، شہزادۂ معصوم ملت محقق عصر علامہ مفتی محمد فاران رضا خان صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم

دامنِ آقا کی وسعت اور امانوں پر نثار
گیسوئے جاناں کی ٹھنڈی چھاؤں پر نثار

رحمۃ للعلمیں تیری عطاوں پر نثار
حسنِ مطلع جانِ عالم کی صفاتوں پر نثار

اے شفیعِ مرضِ عصیاں اے طبیبِ جسمِ ما
اے حبیبِ ہر جہاں تیری شفاؤں پر نثار

قلبِ یثرب کو بنائیں آؤ ہم طیبہ نگر
ذرّئے نعلین لے کر ہو کے تلوں پر نثار

خاکِ طیبہ میں شفا تو آبِ طیبہ ہے دوا
خطۂ سرکار کے رنگین جلووں پر نثار

گھومتی پھرتی بہاریں ہر طرف بہر عطا
دل ربا و دل فدا اُن ہواؤں پر نثار

اللہ اللہ چہرہ والشمس میں ہیں دو قمر
عرش بھی طالب ہے جن کا ان نگاہوں پر نثار

چاند وہ تلوں سے جس کے جھڑتے ہیں ماہ و نجوم
ہے ہلالِ آسماں ایسے ستاروں پر نثار

جذبہ عشق نبی تم دکھ لو یرموک میں
خود شہادت دوڑ کر ہوتی ہے یاروں پر نثار

ان کے دشمن کا لہو مرغوب ہے ہم کو بہت
خالدِ سیفِ خدا تیرے جوابوں پر نثار

دشمنانِ مصطفے پر حملہ آور ہیں زبیر
حملۂ شیرِ خدا پر عشق والوں پر نثار

اُن کے آگے حضرتِ حمزہ کی وہ جانبازیاں
تیرے ہیں شیر ببر شیرانہ حملوں پر نثار

پاک جانیں بیچ کر جنت دلائی ہے ہمیں
دافعِ کرب و بلا حسنین زادوں پر نثار

مثلِ کشکولِ فقیراں پھر رہے تھے دربدر
مل گئی منزل ہوئے جب صحرا نشینوں پر نثار

سوئے جنت چل دئے **فاراں** سب بتلا ذرا
ہو چلے ہم تو رضا کے پیارے نغموں پر نثار

تقسیم ہند کا شرعی حکم

از-سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی المولیٰ عنہ

مسئلہ ۵۴: از شاہجہان پور مرسلہ منصور حسن خاں صاحب تحصیلدار ۹ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

اس وقت ہندوستان میں بہت زور کے ساتھ حکومت خود اختیاری کی بحث چھڑی ہوئی ہے۔ حکومت خود اختیاری کے یہ معنی ہیں کہ برائے نام انگریزوں کی نگرانی رہے گی اور حکومت درحقیقت باشندگان ہندوستان کے ہاتھ میں ہوگی، اگر گورنمنٹ نے اسے عطا کر دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندو صاحبان جو اعداد اور تمول میں ہم سے بہت زائد ہیں ہم پر فوقیت رکھیں گے بحالت موجودہ ہندو صاحبان کا مسلمانوں کے معاملات میں جو رویہ ہے اس پر مندرجہ ذیل واقعات روشنی ڈالتے ہیں۔

(۱) کانپور کے پریڈ گراؤنڈ پر ہندو مجارٹی نے فیصلہ دیا کہ مسلمان نماز جنازہ نہ پڑھیں۔

(۲) ساور اجمیر شریف میں یہ احکام نافذ کردئے گئے کہ مسلمان عقیقہ اور قربانی میں بکرا بکری بھی ذبح نہ کرنے پائیں۔

(۳) جبلپور میں تراویح کے وقت باجا بجانا فرض سمجھا گیا اور کسی ہندو تعلیمیافتہ نے مسلمانوں کی فریاد پر توجہ تک نہ کی مسجدوں میں نماز بند کردی گئی۔

(۴) بنگال میں شبرات کی رخصت تک ہندو سپرنٹنڈنٹ کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ مل سکی۔

(۵) بنگال کی کونسل میں سر سنہار نے رخصت نماز جمعہ کی مخالفت کی اس لئے ریزولیوشن مسٹر ابوالقاسم نے واپس لے لیا، اگر ہندو ممبر مل کر ووٹ دیتے تو ریزولیوشن پاس ہو جاتا۔

(۶) صوبہ متحدہ میں پیران کلیر شریف کی چھوٹی سی سڑک بننے میں ہندوؤں نے ووٹ نہیں

دئے اور سید آل نبی صاحب کا ریزولیوشن پاس نہ ہو سکا۔

(۷) الہ آباد اور لکھنو میں اب تک ہندو میونسپلٹیوں کو چھوڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ مسلمانوں کے ساتھ گورنمنٹ نے رعایت کی ہے۔

(۸) ہندو لیڈروں نے جو کانگریس کے ارکان وعناصر ہیں میونسلپٹی کے قانون سے اس لئے مخالفت کی کہ مسلمانوں کو تین جگہ ان کی تعداد سے زیادہ دے دیں اس کے متعلق صرف اخبار لیڈر اور آنریبل مالوی جی اور ہندو سبھا کے جلسوں کا مطالعہ کافی ہے خصوصی اس جلسہ کا جو بنارس میں راجہ رامپال سنگھ کی صدارت میں ہوا تھا۔

(۹) بنگال گورنمنٹ کے بار بار اصرار پر بھی ہندوؤں نے مسلمانوں کو کلرکی لائین میں نہیں گھسنے دیا جس کے لئے گورنمنٹ کو آخری کارروائی کرنی پڑی۔

(۱۰) ہندو ممبروں نے جو مشترکہ ووٹ سے کونسلوں میں جاتے ہیں کبھی مسلمانوں کے حق میں اپنی رائے نہیں دی، نہ مسلمانوں کے حقوق کا خیال کیا۔

(۱۱) چندوسی میں ہندوؤں نے لٹھ کے ذریعہ محفل میلاد شریف بند کر دی۔

(۱۲) اردو کی مخالفت صرف مالوی جی اور چنتا منی جی ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ مسٹر گاندھی بھی کرتے ہیں اور نہایت شائستگی سے سمجھاتے ہیں کہ جب تک مسلمان ہندی حروف نہ سیکھ لیں اس وقت تک انھیں اردو خط میں اجازت دی جائے۔

(۱۳) قربانی کا مسئلہ ہمیشہ زیر بحث نہیں بلکہ موجب کشت وخون رہتا ہے اور زبردستی مسلمانوں کو اپنے فرائض سے روکا جاتا ہے اور کوشش اس بات پر کی جاتی ہے کہ بکرا بکری بھی وہ نہ ذبح کرنے پائیں

(۱۴) نوکریوں کا یہ حال ہے کہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہر صوبہ میں مسلمانوں کو محبان وطن اور ہوم رولر اصحاب گھسنے نہیں دیتے۔

مندرجہ بالا واقعات پر نظر ڈالنے کے بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کو اس شورش میں جو ہندو صاحبان اس کے متعلق کررہے ہیں مذہبا شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیہود والذین اشرکوا

ضرور ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن یہود اور مشرکوں کو پاؤ گے۔

اور فرماتا ہے:

یایھا الذین لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالا ودوا ماعنتم قدبدت البغضاء من افواھہم وما تخفی صدورھم اکبر قدبینا لکم الاٰیات ان کنتم تعقلون

اے ایمان والو اوروں کو اپنا ولی دوست نہ سمجھو وہ تمھاری ضرر رسانی میں گئی نہیں کرتے، ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو دشمنی ان کے منہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور وہ جو ان کے سینوں میں دبی ہے بہت زیادہ ہے ہم نے روشن نشانیاں تمھیں بتادیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔

اس ارشاد الٰہی کے بعد کیا کوئی عاقل دیندار مسلمان ہنود کی شورش میں ان کا ساتھ دینا روا رکھے گا اور وقت پر زبانی باتوں کے دھوکے میں آکر بالآخر ان سے اسلام و مسلمین کے ساتھ نیک برتاؤ اور دلی دوستی کی امید رکھے گا اس حکومت بااختیار کا حاصل اگر ہندوستان میں صرف اس قدر ہوا کہ اوپر کی کونسلوں میں ہندو ممبر بکثرت کردئے گئے اور امور انتظامیہ کے سوا دیگر احکام میں ان کی رائے سنی گئی اور کثرت پر فیصلہ ہوا جب تو ظاہر کہ ہر طرح ہنود کی جیت ہے انھیں کی کثرت رہے گی اور انھیں کی بات جیسا کہ بعض وقائع مذکورہ سوال اس کا نمونہ ہیں، نیچر کی کمیٹیوں میں ان کے اور تمھارے حالات

وعادات جو سنے گئے وہ اور بھی ان کے مؤید ہیں یعنیبہ کہ بہت ہنود نہ فقط اپنے حفظ حقوق بلکہ مسلمانوں کی پامالی حقوق میں بیدریغ کوشش کرتے ہیں، اور بہتیرے مسلمان ممبر دم نہیں مارتے بلکہ بعض تو صلح کل و بے تعصب بننے کو الٹا ان کا ساتھ دیتے ہیں مسلمانوں کی تعداد ایک تو کم تھی ہی اور بھی کم رہ جاتے ہیں، آخر بارہا پالی ہنود کے ہاتھ رہتا ہے، اب اس کا اثر جزئیات پر پڑتا ہے، اس حالت میں کلیات پر پڑے گا، گورنمنٹ کو مسلمانوں ہندوؤں کے معاملہ میں نہ کسی کی طرفداری نہ کسی سے خصومت، جب ہندوستانی ممبر بڑھے اور کثرت ہنود کی ہوئی اب احکام ان رایوں سے فیصل ہوکر آئیں گے جو ایک قوم کی ذاتی طرفداری اور دوسروں کی ذاتی مخالف ہے اس وقت وہ اسی لئے مسلمان کو بلا رہے ہیں کہ یوں اختیارات اپنے کرلیں اور انھیں کی کوششوں سے ان کے حقوق پامال کرنے پر خاطر خواہ قادر ہوجائیں گے جب یہ جم گئی پھر کیا ہوتا ہے ع

دریغ سود ندارد چو کار رفت از دست

(جب کام ہاتھ سے نکل جائے تو پھر پشیمان ہونے کا کچھ فائدہ نہیں۔)

ع مرد آخر بین مبارک بندہ است

(نتیجہ کو دیکھنے والا مرد بابرکت آدمی ہے۔)

اور اگر بالفرض حکومت خوداختیاری اپنے حقیقی معنی پر ملی تو وقت سخت تر ہے غور کرو اس وقت کہ ملک ان کے ہاتھ میں نہیں تمھارے مذہبی شعائر میں کتنی رکاوٹیں ڈالتے ہیں، رات دن کوشاں رہتے ہیں، اور اپنی کثرت تعداد و کثرت مال کے سبب کچھ نہ کچھ کامیاب ہوتے رہتے ہیں، جب اختیارات ان کے ہاتھ میں ہوئے اس وقت کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے مثلاً اس وقت تو قربانیاں ان قیود و حدود کے ساتھ کہ ان کا لگایا جانا بھی شورش ہنود کے باعث ہے ہو بھی جاتی ہیں، اس وقت قتل انسان سے بڑھ کر جرم ٹھہریں گی اور مسلمانوں کو مجبورانہ اپنا یہ شعار دینی بند کرنا پڑے گا کیا گورنمنٹ تنہا تمھیں ملک دے دے گی کہ اس میں خالص احکام اسلام جاری کرو، یہ

تو ممکن نہیں، نہ تنہا ان کو ملے، پھر شرکت رکھو گے یا ملک بانٹ لوگے کہ ایک حصہ میں تم اسلامی احکام جاری کرو ایک میں وہ اپنے مذہبی احکام جو تمھاری شریعت کی رو سے احکام کفر ہیں، بر تقدیر ثانی ظاہر ہے کہ ہندوستان کا کوئی شہر اسلامی آبادی سے خالینہیں تو ان لاکھوں مسلمانوں پر اپنی شریعت مطہرہ کے خلاف احکام تم نے اپنی کوشش متفقہ سے جاری کرائے اوراس کے تم ذمہ دار ہوئے اور

من لم یحکم بما انزل االله فاولئک هم الکفرون ۞ هم الظلمون ۞ وهم الفسقون ۞

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (بندوں پر اتارا) جو لوگ اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر، ظالم اور نافرمان ہیں۔

کے تمغے پائے، بر تقدیر اول کیا ہنود راضی ہو جائیں گے کہ ملک مشترک ہو اور احکام تنہا احکام اسلام ہر گز نہیں، آخر تمھیں ان کے ساتھ کسی نہ کسی قانون خلاف اسلام پر راضی ہونا اور اپنی رضا وسعی سے مسلمانوں کو اس کا پابند کرنا پڑے گا اور قرآن عظیم سے وہی تین خطابوں کا تمغہ ملے گا یہ سب اس وقت ہے کہ جھگڑا نہ اٹھے اور اگر پھوٹ پڑی اور تجربہ کہتا ہے کہ ضرور پڑے گی اس وقت اگر ہنود حسب عادت آپ بے قصور بنے اور سب ڈھلی بگڑی تمھارے سر ڈالی تو زمین میں بیٹھے بٹھائے فساد اٹھانے اور حکم الٰہی

لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ

(لوگو! اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔)

کی مخالفت کر کے خود اپنی اور لاکھوں ناکردہ مسلمانوں کی جان وعزت معرض خطرہ میں ڈالنے کا ذمہ دار کون ہوگا، اللہ عزوجل سیدھی سمجھ دے، آمین! واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۱، صفحہ ۱۷۹)

☆☆☆☆☆☆

صلح کلیوں کے فریب کار دبلیغ

از: سرکار مظہر اعلیٰ حضرت حضور شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ عنہ

اس ناپاک ترین فرد صلح کلیہ کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقہ میں جو لوگ صلح کلی ہیں وہ یوں بکتے ہیں کہ اگر ان سنی مولویوں کے فتوؤں پر ہم عمل کریں گے تو ہم دنیا میں کہاں رہیں گے۔ مولوی تو کہتے ہیں کہ ہر بد مذہب ہر بے دین سے نفرت و عداوت رکھو پھر ہم دنیا کا کاروبار اپنی تجارت اپنا بیوپار کیوں کر چلائیں گے کسی کی نوکری کسی کے یہاں ملازمت کسی کے گھر میں مزدوری کیسے کر سکیں گے۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان رفیع میں جب کسی مرتد کی توہینیں گستاخیاں کسی مسئلۂ ضروریہ دینیہ کے متعلق کسی بے دین کی تکذیبیں ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو یہ یوں کہہ کر جاہلوں کو بہکاتے ہیں کہ میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں مولوی مولوی جانیں ہم تو جاہل آدمی ہیں ہمارے نزدیک سبھی مولوی اچھے ہیں۔ ہم اپنی زبان سے کسی مولوی کو کیوں کر برا کہیں۔ مگر انسان نما جانوروں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر گمراہوں کو کیا اتنی بھی خبر نہیں کہ زمانۂ موجودہ سے پیشتر جو ہمارے اگلے پرکھے باپ دادا سنی مسلمان تھے ان کا دین و مذہب وہی تھا جو حضور سیدنا غوث اعظم و حضور خواجہ غریب نواز و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ بہاء الدین نقشبندی و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر و حضرت شیخ المشائخ سلطان الاولیا نظام الدین محبوب الٰہی و حضرت داتا گنج بخش لاہوری و حضرت شاہ عبدالحق ردولوی و حضرت قطب عالم پنڈوی و حضرت مخدوم اشرف سمنانی کچھوچھوی و حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری و حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری و حضرت شاہ وجیہ الدین گجراتی حضرت شاہ عالم احمد آبادی و حضرت شاہ پیر محمد سکونی و حضرت مخدوم علی احمد علاء الدین صابر کلیری و حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی و حضرت مخدوم بندہ نواز گیسو دراز حضرت میراں سید علی داتا۔

وحضرت سید سالار مسعود غازی وحضرت بدیع الدین شاہ مدار وحضرت مخدوم علی فقیہ بہائی وحضرت سیدنا شاہ برکت اللہ قادری مارہروی وحضرت سیدنا شاہ اچھے میاں مارہروی ودیگر اولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا تھا۔ کیا ان خبثاء کو اتنا نہیں سوجھتا کہ اس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہل سنت کے مقابلے میں جس پر اگلے زمانے کے تمام اہل اسلام و اولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم ہوتے چلے آئے ہیں جو شخص کوئی نیا عقیدہ نیا مذہب نیا فرقہ گڑھ کر مسلمانوں کے سامنے پیش کرے وہ ہرگز سنی مسلمان نہیں بلکہ گمراہ بدمذہب بے دین ہے۔ نہیں نہیں خبر ضرور ہے اور اتنی بات کی خبر تو ہر گوار مسلمان ہر مزدور مسلمان کو بھی ہے جو اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا ہے کہ جملہ مسائلِ ضروریہ دینیہ وہی مسائل تو ہیں جن کو اسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے مذہب اہل سنت کے ماننے والے برابر دین کے ضروری مسائل مانتے چلے آئے جو کسی ضروری دینی مسئلے کے خلاف اپنا عقیدہ گڑھے وہ اس قدیم دین اسلام اور مذہب اہل سنت کا مخالف ہے اور جو اس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنت کا مخالف ہو وہ گمراہ بے دین ہے۔ اس میں کون سی ایسی بات ہے جو ان صلح کلیوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی لیکن یہ صلح کلیہ چاہتے ہی یہ ہیں کہ ایسے فریب دے کر عوام اہل اسلام کے دلوں سے مسائل ضروری دینیہ کی عظمت واہمیت نکال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالی۔

رہا توہین و گستاخی کا مسئلہ تو مرتدین دیوبندیہ و ملحدین چکڑالویہ زنادقۂ خاکساریہ و بے دینان لیگیاں وغیرہم کفار و اشرار نے اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کی عظیم و جلیل سرکاروں میں جو گندی توہین سڑی ہوئی دشنامیں بکیں وہ تو ان صلح کلیوں کی سمجھ میں نہیں آتیں ان گستاخیوں کو بحکم شریعت کفر اور ان گستاخوں کو حسب فتوائے شرعیہ کافر مرتد کہنا ان کے نزدیک مولویوں کا جھگڑا ہو جاتا ہے لیکن جب ویسی ہی بلکہ ان سے بہت ہلکی باتیں خود ان صلح کلیوں یا ان کے باپ دادا کے لیے کوئی کہہ دیتا ہے کہ مثلا تمھارہ منہ سور کا سا ہے۔ تمہارے باپ

کے کان کی کیا تخصیص ہے ایسے کان تو گدھے کے بھی ہیں تمہاری والدۂ مشفقہ کے پیٹ کی خصوصیت نہیں ایسا پیٹ تو بجو کا بھی ہے۔ تمہارے دادا صاحب چمار سے بھی زائد ذلیل تھے تمہاری دادی صاحبہ چماری تھیں۔ تمہارے نانا صاحب چوہڑے (بھنگی) تھے تمہاری نانی صاحبہ چوہڑی یعنی بھنگن تھیں۔ تو فوراً ہی ایسے کلمات کا گالی اور دشنام ہونا خود ان صلح کلیوں کی سمجھ میں آجاتا ہے اور کہنے والے سے انتقام لینے کے لیے فوراً ہی تیار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت یہ ہر گز نہیں کہتے کہ بھائی ہم تو جاہل آدمی ہیں کسی مولوی سے جاکر پوچھو کہ ایسے الفاظ ہمارے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کے حق میں گالی ہیں یا نہیں اور ان باتوں سے ان کی توہین ہوئی ہے یا نہیں جھگڑے مولوی لوگ سمجھ سکتے ہیں ہماری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں بلکہ ایسے الفاظ سنتے ہی فوراً مار پیٹ گالی گلوج کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ مرتدوں بے دینوں نے اللہ تبارک و تعالی و رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عظمت والی بارگاہوں میں جو کچھ دشنامیں بکیں ان کو بھی یہ صلح کلی ناریہ قطعاً سمجھتے ہیں مگر اپنی اور اپنے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کی توہین کو برا اور جرم سمجھتے ہیں لیکن خدا اور سول جل جلالہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رفیع و جلیل سرکاروں میں گالیاں دشنامیں بکنے کو کچھ برا ہی نہیں سمجھتے۔ اس کو کفر ہی نہیں جانتے و لہذا ان مرتدوں بے دینوں کے کفر و ارتداد پر پردہ ڈالنے کے لیے ہی اس مسئلے کو مولویوں کا جھگڑا بتاتے ہیں۔ والعیاذ با اللہ تعالی۔

رہا دنیا میں رہنے کا معاملہ تو یہ بھی ان بے ایمان صلح کلیوں کا ملعون فریب ہے۔ حضرات علمائے اہل سنت کثرہم اللہ تعالی و نصرہم یہ کب کہتے ہیں کہ تم دنیا میں مت رہو مر جاؤ یا کاروبار، بیوپار مت کرو مزدوری نوکری چھوڑ دو۔ بلکہ ان کے فتاوی مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تم دنیا میں اس طرح جیو جس طرح خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم نے زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کاروبار، بیوپار مزدوری نوکری سب شریعت مطہرہ کے موافق کرو جو لوگ اپنے عقائدِ کفریہ کے سبب بحکمِ شریعت مطہرہ معاذ اللہ کافر بے دین ہیں ان سے دینی عداوت مذہبی نفرت

رکھو۔ کیا تم ایک چمار کو دو پیسے دے کر اس سے اپنے پرانے جوتے کی مرمت نہیں کرتے۔ کیا تم بھنگی کو دو آنے پیسے دے کر اس سے اپنا پاخانہ نہیں اٹھواتے پھر کیا یہ معاملات نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں پھر کیا ان معاملات کے سبب اس چمار اس بھنگی کی عظمت تم اپنے دلوں میں جماتے ہو؟ کیا ان معاملات کی بناپر تم انھیں اپنا دینی بھائی بناتے ہو؟ کیا ان معاملات کے بعد آہستہ آہستہ تدریجاً اس چمار اس بھنگی کے ساتھ یارانہ دوستانہ مناتے ہو؟ نہیں نہیں ہر گز نہیں تو معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کے ساتھ دنیوی کاروبار بیوپار، مزدوری، نوکری کے معاملات جاری رکھنے کے لیے یہ ہر گز لازم نہیں کہ ان کے کفر و شرک کے سبب مسلمانوں کو بحکمِ شریعت جو ان سے مذہبی نفرت و دوری دینی مجانبت و بیزاری ہے اس میں کمی ہو جائے یا معاذاللہ بالکل ہی جاتی رہے۔ کیا تم روزانہ بوقت حاجت بیت الخلا نہیں جاتے ہو پھر کیا اس روزانہ کے آنے جانے سے بیت الخلاء کے ساتھ تم کو محبت دلچسپی پیدا ہو گئی ہے؟ کیا بوقت حاجت روزانہ بیت الخلا جاتے جاتے اب اسے اپنی تفریح گاہ سمجھنے لگے ہو؟ کیا اب وہاں دل بہلانے اور سیر کرنے کے لیے جانے لگے ہو نہیں نہیں ہر گز نہیں تو حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتم بھی یہی فتوی دیتے ہیں کہ مرتدین و مبتدعین کے ساتھ جہاں تک تم سے ہو سکے دنیوی تعلقات بھی نہ رکھو لیکن اگر ایسا کرنے کے لیے تمہیں ضروریات و مجبوری ہے تو تم اس بارے میں گناہ گار نہیں۔ البتہ ان دنیوی تعلقات کی بنا پر مرتدین و مبتدعین کے ساتھ موانست و مودت ہر گز جائز نہیں۔ شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالی علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب ۱۷۵ میں صفحہ ۱۶۹ پر اپنے خلیفہ و مرید سیادت و پناہ جناب سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لازم است ہم گی ہمت درایتان احکام شریعت باید صرف نمود اہلِ شریعت راز علما و صلحا تعظیم و توقیر باید داشت من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام و با کفار کہ دشمنان خدا عزوجل اند و دشمنان رسول وے اند علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات دشمن باید بود و در ذل و خواری ایشاں سعی باید نمود و ہیچ

وجہ عزت نباید داد وایں بے دولتاں رادر مجلس خود راہ نباید داد وانس نباید نمود و راہ شدت و غلظت را بایشان پیش باید کرد مہماامکن وریہیچ امرے بایشاں رجوع نباید نبود وا اگر فرضاً ضرورتے افتد در رنگ قضائے حاجت انسانی بکرہ واضطراب قضائے حاجت از ایشان باید نمود۔ راہے کہ بجناب قدس جد بزرگوار شاعلیہ وعلی آلہ الصلوات التسلیمات می رساند اینست اگر بہ ایں راہ رفتہ نشود وصول بایں جناب قدس دشوار نیست بیہات ہیہات یعنی یہ بات لازم ہے کہ ساری ہمت شریعت مطہرہ کے احکام بجالانے میں صرف کرنی چاہئے اور پابند شریعت علمائے دین صالحین کی تعظیم وتوقیر کرنی چاہئے۔ اور شریعت مطہرہ کے احکام کو رائج کرنے میں کوشش کرنی چاہئے اور مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں اور گمراہوں کو ذلیل رکھنا چاہئے کہ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھادینے پر مدد دی اور کافروں کے ساتھ جو خداتبارک وتعالی کے اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دشمن ہیں دشمن رہنا چاہئے اور کسی طور پر ان کو عزت نہ دینی چاہیے اور ان بدنصیبوں کو اپنی مجلس میں آنے نہیں دینا چاہئے۔ اور ان سے انس پیدا نہیں کرنا چاہئے۔ اور ان کے ساتھ شدت و غلظت کرنا چاہئے۔ اور جہاں تک ہوسکے کسی بات میں ان کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہئے اور اگر بالفرض کوئی ضرورت پڑجائے تو بیت الخلا جانے کی طرح شرعی ناگواری اور مجبوری کے ساتھ ان سے اپنی حاجت پوری کرنی چاہئے۔ آپ کے نانا جان صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کی بارگاہ قدس تک جو راستہ پہنچاتا ہے وہ یہی ہے اگر اس راستہ پر چلا نہ جائے گا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ قدس تک پہنچنا دشوار ہے۔ یہ بات بہت دور ہے۔ یہ امر بہت بعید ہے۔ لوجہ اللہ الکریم الحمد کہ کالشمس في وسط السماء واضح و روشن ہوگیا کہ ہمارے آقایان نعمت حضرات علمائے اہلسنت رحمہ اللہ تعالی کے فتاوی مبارکہ پر عمل کرنا نجات و فلاح آخرت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی کاروبار میں بھی ترقی و کامیابی کو متضمن ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صلح کلیوں کا فریب دینا صرف اسی لئے ہے کہ

سادہ لوح عوام مسلمین کو معاذاللہ یہ باور کرادیا جائے کہ علمائے اہلسنت کے فتاوی اس قابل ہی نہیں کہ ان پر عمل کیا جاسکے۔ اور یہ کہ بد مذہبوں مرتدوں کے مکلبین اور سنی مسلمانوں کے علمائے دین دونوں ایک ہی درجے ایک ہی مرتبے ہیں۔ والعیاذ بااللہ تعالی۔

(تجانب اھل سنت شریف صفحہ ۲۰۴)

☆☆☆☆☆☆

نمک حرامی کا جواب

از- حضور شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ عنہ

حضور شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ عنہ نے مناظرۂ موراواں، اناؤ میں دوران مناظرہ وہابیوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا،

"آپ نے بار بار اپنی تقریروں میں بڑے کبر و فخر کے ساتھ کہا ہے کہ : تم ہمارے ٹکڑوں سے پلے، برسہا برس ہمارے اندر رہ کر بڑے ہوئے، اب ہم کو کافر کہتے ہو، تم ناشکرے اور نمک حرام ہو"۔

تو جناب سنیے! آپ کے بڑے فرعون نے حضرت سیدنا موسی کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی یہی کہا تھا :

أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ ٱلَّتِى فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ

اللہ تبارک و تعالی نے اپنے پیارے کلیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی پرورش فرعون کے ہاتھوں سے اسی کے گھر میں کرائی، سیدنا موسی کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد اس کو ہدایت و تبلیغ فرماتے رہے۔ اور جب وہ اپنے تمر و طغیان سے باز نہیں آتا تو بحکم الٰہی اس کو اور اس کی قوم کو پانی میں ڈبو کر نار جہنم میں پہنچاتے ہیں۔

رب قدس جل جلالہ نے اپنے پیارے کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کی نعلین کریمین کا صدقہ مجھ گنہگار کو بھی عطا فرمایا کہ فراعنۂ وہابیت و نماردۂ دیوبندیت ہی میں میری پرورش کرائی اور آج بعون اللہ تعالی وبعونِ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مذہب اہل سنت کی طرف ہدایت و رہنمائی کر رہا ہوں اور یہ جواب بھی میرا ارخائے عنان کے طور پر ہے، ورنہ میں نے کسی دیوبندی، وہابی کے مدرسے میں ہرگز پرورش نہیں پائی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں پڑھتا تھا جس کے مالک جناب مولوی عین القضاۃ صاحب تھے ان کو ہرگز

دیوبندی نہیں کہا جا سکتا۔ ان کا رسالہ " نہایۃ الارشاد الی احتفال المیلاد "موجود ہے۔ جس میں مجلسِ میلاد شریف و قیام تعظیمی و تعیین و تداعی و زینت وغیرہا کو بدلائلِ شرعیہ جائز و مستحسن ثابت کیا ہے اور مسئلہ مردودۂ "امکانِ کذب" کو کفر بتایا ہے۔ اس کا کوئی شرعی ثبوت نہیں کہ دیوبندی مرتدوں کے اقوال کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے بھی وہ ان کو مسلمان کہتے تھے، پھر ان کو کیوں کر دیوبندی کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ بہت سے دیوبندی مولوی اسی مدرسے میں نوکر تھے جو تھانوی کی سنت پر قائم ہو کر محض تنخواہ کے لیے تقیہ کیے ہوئے اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا کرتے تھے۔ حتی کہ عبدالشکور کاکوروی کی دیوبندیت، وہابیت جب ظاہر ہوئی تو مولوی عین القضاۃ صاحب نے فورا بہزار ذلت و رسوائی اپنے مدرسے سے نکال دیا اور پھر عمر بھر کبھی کاکوروی کی صورت نہ دیکھی۔ تو جس مدرسے سے دیوبندی مولوی پلتے رہے اسی میں مدت تک میں بھی پڑھتا رہا پھر کس دیوبندی کی مجال ہے کہ طعن و تشنیع کے لیے اپنے لب کھول سکے۔

آپ کے مصنوعی امام عبدالشکور کاکوروی کی سی تقیہ بازی سے خدا بچائے۔ امروہہ میں دیکھا کہ دیوبندی، وہابی مالدار ہیں انھیں سے گرانقدر نذرانے ملیں گے تو وہاں محفلِ میلاد شریف و قیامِ تعظیمی کو حرام بتا دیا۔ نانپارے میں دیکھا کہ ریاست خود ہی محفلِ میلاد شریف اور قیامِ تعظیمی کی قائل ہے تو وہاں میلاد شریف پڑھ کر قیامِ تعظیمی کر کے گیارہویں شریف کا نذرانہ وصول کر کے چلتے بنے۔ آپ نے بار بار یہ بھی کہا ہے کہ اپنے استاد کو کافر کہنا نمک حرامی ہے، بتائیے! فرشتوں کا استاد ابلیس تھا یا نہیں؟ پھر جب ابلیس نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اب وہ فرشتے اسی اپنے معلم ابلیس کو کافر کہتے ہیں یا نہیں، اس پر لعنتیں کرتے ہیں یا نہیں؟ بولیے آپ کا یہ نمک حرامی والا اعتراض خود ملائکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام پر ہوا یا نہیں؟ اسی طرح آپ کا وہ پہلا نمک حرامی و ناشکری والا اعتراض خود حضرت سیدنا موسی کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ تک پہنچا یا نہیں؟ بولیے فرشتوں کو اور حضرت کلیم اللہ علیہم الصلاۃ والسلام کو معاذاللہ آپ

نمک حرام ناشکرا بتا کر اور زائد کفر در کفر کفر بر کفر میں مبتلا ہو کر ڈبل سے بڑھ کر ڈبل کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

میں آپ کو پھر نہایت دل سوزی و خیر خواہی کے ساتھ ہدایت کرتا ہوں کہ کفر دیوبندیت اور ارتداد وہابیت و الحاد خارجیت سے سچی توبہ کر کے کلمہ طیبہ صدق دل سے پڑھ کر از سر نو سنی مسلمان ہو جایئے۔ ورنہ ایک کفر کی حمایت کرنے والا سینکڑوں کفریات میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی یہ تقریر پر تنویر بھی لاجواب رہی۔ و للہ الحمد۔

(مجاہدۂ شیر بیشۂ سنت، جلد دوم صفحہ ٥٣٦)

☆☆☆☆☆☆

اسرارالاحکام بانوارالقرآن (قسط اول)

از: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاننا چاہیئے کہ ہمارے مادی جسم کو نور نظر کی ضرورت ہے اندھا انسان گویا مجبور محض ہے۔ پھر نور نظر نور ہونے کے باوجود ایک دوسرے کا خارجی روشنی کا حاجتمند ہے۔ کہ ہماری آنکھ اندھیرے میں کام نہیں کرسکتی غرض کہ اندرونی اور بیرونی دو نور مل کر ہماری حاجت پوری کرتے ہیں اور اس دنیا کی چیزیں دکھاتے ہیں اسی طرح ہماری روح و قلب کو تو نور عقل کی ضرورت ہے دیوانہ و پاگل آدمی اپنی کسی قوت سے صحیح کام نہیں لے سکتا۔ پھر نور عقل اگرچہ نور ہے۔ لیکن اس کے لئے نور نبوت از بس ضروری ہے۔ بے نور نبوت انسانی عقل باعث کفر و طغیان ہے ۔انسان عقل سے مشین۔ انجن بجلی بنا سکتا ہے۔ ہوا و پانی پر راج اور قبضہ کر سکتا ہے مگر ایمان و عرفان تیار نہیں کر سکتا۔ یوں سمجھو کہ عقل سے آسمان و زمین کی پیمائش ہو سکتی ہے۔ مگر اپنی پیمائش نہیں ہو سکتی۔

عقل سے اس مادی دنیا کی چیزیں پہچان سکتے ہیں مگر اپنے کو نہیں پہچان سکتے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اگر ایمان کے لئے محض عقل انسانی کافی ہوتی تو عقلا یونان میں کوئی بے دین نہ ہوتا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

چند خوانی حکمت یونانیاں!

حکمت ایمانیان راھم نجواں

حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص اپنے وطن کے گلی کوچوں سے خوب واقف ہوتا ہے اجنبی جگہ کے لئے ایسے رہبر کا محتاج ہے جو یا تو وہاں کا باشندہ ہو یا وہاں آتا جاتا رہتا ہو۔ ہماری عقل اس سفلی دنیا کی چیز ہے اسے اسی عالم کی خبر ہے۔ یہاں کی چیزوں کو جانتی پہچانتی ہے۔ اسے عالم بالا اور دوسری دنیا سے کیا تعلق۔ وہاں سے وہ ہی باخبر ہو گا جو اس عالم میں رہ کر آیا ہو یا وہاں آتا جاتا رہتا ہو۔ اللہ کے جو بندے ان دونوں جہانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہی کا نام اسلام میں انبیاء اولیا ہے علیٰ نبینا و علیھم الصلوۃ والسلام لہذا ضروری

ہے کہ عاقل اس دنیا کی باتوں میں اپنی عقل پر اعتماد نہ کرے بلکہ بارگاہ انبیاء و اولیاء میں اپنی ناقص و ناکارہ عقل بالائے طاق رکھ کر طفل مکتب بن کر حاضر ہوتا کہ وہاں کا فیض پاسکے۔ وہی ڈول کوئیں سے پانی لاتا ہے جو خالی ہو کر جاتا ہے۔ عقل قربان کن بہ پیش مصطفے - یہ طریقہ نہایت ہی بہتر تھا۔ اس پر صحابہ کرام اور بزرگان دین عامل رہے۔ جس سے انہوں نے بارگاہ مصطفوی سے جو فیوض و برکات حاصل کیے۔ وہ دنیا کو معلوم ہے لیکن موجودہ زمانہ کے مسلمان اپنی عقل و دانش پر ایسے نازاں ہوئے کہ ہر دینی حکم میں عقل کو دخل دینے لگے کہ جو عقل میں آ جائے وہ ٹھیک ورنہ اس میں تامل ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اگر کسی دینی حکم کی حکمت عقل سے سمجھ میں آجاتی تو خدا کا شکر کرتے اگر سمجھ میں نہ آتی تو بلا چون وچرا قبول کرتے مگر ایسا نہ کیا اس لئے مجھے خیال پیدا ہوا کہ بقدر وسعت احکام شرعیہ کی عقلی حکمتیں بیان کروں تاکہ مخلصین کو سرور ہو اور مخالف قبول کرنے پر مجبور ہو۔ اللہ تعالی حق بولنے حق ماننے کی توفیق دے اور میری اس ناچیز خدمت کو قبول فرما کر اسے صدقہ جاریہ اور میرے گناہوں کا کفارہ بنائے۔ اس رسالہ کا نام **اسرار الاحکام بانوار القرآن** رکھتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

احمد یار خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور کلمہ طیبہ

س- دین محمدی کو اسلام کیوں کہتے ہیں؟

ج۔ اس لیے کہ اسلام سلم سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں صلح یا اطاعت فان جنحوا للسلم فاجنح لھا۔ لہذا اسلام کے معنی ہوئے رب اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا متقی مسلمان اپنے عقیدہ اور عمل سے رب کی اطاعت کرتا ہے لہذا مسلم یعنی مطیع ہے۔ گنہگار مسلمان اگرچہ بد عملی میں گرفتار ہے مگر رب کا باغی نہیں اپنے کو مجرم سمجھتا ہے لہذا وہ بھی مسلم ہے۔

س- کیا گذشتہ پیغمبروں کے دین کا نام بھی اسلام تھا؟

ج۔ نہیں۔ بعض انبیا کرام کو لغوی معنی سے مسلم اور ان کے اعمال کو اسلام کہا گیا ہے۔ جیسے فلما اسلما وتله للجبين حنيفا مسلما۔ مگر اسلام نام صرف اسی دین محمدی کا ہوا۔ رب تعالی فرماتا ہے:

.هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ یا

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ۔

جیسے قرآن نے لغوی معنی سے بعض بندوں کو رب یا مصطفے فرمایا ہے۔ ارجع الى ربك- مگر اصطلاح میں رب خدا کا مصطفے حضور کا نام ہے۔

س۔ عبادات کے لئے ایمان کی کیا ضرورت ہے جو بھی نیکی کرے اسے ثواب ملنا چاہیئے۔ جو بھی روٹی کھاتا ہے اسے بھوک سے نجات ملتی ہے۔

ج۔ اس لئے کہ نیک اعمال روحانی غذائیں ہیں اور کفر زہر اگر بریانی میں زہر ملا دو تو وہ نقصان ہی دے گی۔ ایسے ہی کفر کے ساتھ عبادات زہر آلود غذا ہے یا اعمال گویا تخم ہیں اور ثواب ان کا پھل۔ تخم جب ہی پھل دیگا۔ جب عمدہ زمین میں بو یا جائے اور خود بے عیب ہو۔ کافر کے عمل میں کفر کا عیب موجود ہے اور اس کا دل بنجر زمین ہے۔ پھر ثواب کیسے پائے پہلے سلطان کی وفادار رعایا بنو۔ پھر قوانین پر عمل کرو۔

س۔ گذشتہ پیغمبروں کے دین پر اب عمل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں وہ بھی تو خدا کے دین ہیں۔

ج۔ نہیں۔ اب نجات صرف اسلام میں ہے۔ رب فرماتا ہے۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ
وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ

وہ دین اپنے وقت میں اس زمانہ کے لئے رحمت تھے۔ لالٹین اور گیس رات میں روشنی دیں گے۔ دن میں نہیں۔ آفتاب نے ان سب کو بے کار کر دیا۔ لڑکپن میں ماں کا دودھ اور گھٹی بچہ کو زندہ رکھتی ہے۔ بڑا ہو کر نہیں۔ اگرچہ یہ تمام چیزیں رب کی بنائی ہوئی ہیں۔ مگر ہر ایک کے استعمال کا ایک وقت ہے۔ ایسے ہی ان دینوں کے استعمال کا وقت اب نکل چکا حکیم مریض کے نسخوں میں مریض کی حالت کے مطابق

تبدیلیاں کرتا رہتا ہے۔ اگر ان دینوں میں اب بھی نجات ہوتی تو یہود و نصاری کو اسلام اور قرآن ماننے کی دعوت کیوں دی جاتی ہے۔

س۔ تو چاہیئے کہ دین اسلام بھی منسوخ ہو جائے اور اب بھی برابر نبی آتے رہیں۔

ج - نہیں۔ اس لئے کہ غذاؤں اور دعاؤں میں تبدیلیاں اس وقت تک ہوتی ہیں جب تک بچہ اور مریض اپنے اصلی حال اور کمال پر نہیں پہنچ جاتے دودھ گھی وغیرہ روٹی پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسلام دین مکمل ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم کا اعلان ہو چکا۔ نبوت کا نہ غروب ہونے والا آفتاب طلوع ہو چکا۔ نیز نا سمجھ بچہ کو پہلے معمولی قاعدے اور چھوٹی کتب دی جاتی ہیں وہ پڑھتا بھی جاتا ہے اور پھاڑتا بھی جاتا ہے۔ کچھ سمجھ آنے پر اگرچہ پھاڑتا نہیں مگر اسے لکھ لکھ کر سیاہ کر دیتا ہے۔ میلا کچیلا کر دیتا ہے پوری عقل آنے پر کتاب کو جان سے زیادہ عزیز اور محفوظ رکھتا ہے۔ مخلوق کو پہلے آدم و نوح اور ابراہیم علیہم السلام کے صحیفے ملے جو ضائع کر دیئے گئے۔ ہوش سنبھالنے پر توریت وانجیل وزبور کو بالکل برباد تو نہ کیا۔ مگر اس میں لکھ لکھ کر تحریف کر دی۔ اب مکمل ہوش سنبھالنے پر قرآن کو جان سے زیادہ محفوظ رکھا۔

س: کلمہ کا نام تو ہے کلمہ توحید مگر اس میں ذکر ہے اللہ تعالی کا اور حضور علیہ اسلام کا چاہیے تھا کہ صرف خدا کا ذکر ہوتا کہ نام مسمی کے مطابق ہو۔

ج ۔ کلمہ طیبہ کے پہلے جزو میں توحید کا ذکر ہے دوسرے میں توحید کی نوعیت کا کیونکہ توحید کی دو قسمیں ہیں۔ ایک پیغمبر کی بتائی ہوئی دوسرے پیغمبر سے منہ پھیر کر محض عقل سے مانی ہوئی۔ پہلی توحید ربانی ہے اور مقبول۔ دوسری توحید شیطانی ہے اور مردود گویا کلمہ پڑھنے والا توحید کا اقرار کرتے ہی اعلان کرتا ہے کہ میری وہ توحید ہے جو پیغمبر نے سکھائی جس کا نام اسلامی اور ربانی توحید ہے۔

س۔ مخلوق کو نبوت اور نبی کی کیا ضرورت ہے کیا رب بغیر نبی کے فیض نہیں دے سکتا۔

ج - جب کمزور چیز کسی قوی سے فیض لینا چاہے تو درمیان میں واسطہ ضروری ہے ورنہ کمزور فنا ہو جائے گا۔ اگر روٹی کو آگ سے گرم کرنا ہے تو درمیان میں تواضروری ہے اگر سورج کو دیکھنا ہے تو ٹھنڈے شیشے کا راسط لازم ہے خالق قوی و قادر ہے اور مخلوق ضعیف۔ لہذا درمیان میں کسی ایسے برزخ کبری کا ہونا لازم ہے جو رب سے فیض لینے اور مخلوق تک پہنچانے کی طاقت رکھتا۔ اس برزخ کبری کا نام نبی ہے۔

س۔ پھر تو رب مجبور ہوا کہ اپنے بندوں کو بغیر نبی کے احکام نہ پہنچاسکا۔

ج - نہیں بلکہ ہم مجبور ہوئے کہ رب سے بلا واسطہ فیض نہ حاصل کر سکے۔ روٹی کمزور ہے نہ کہ آگ ہماری آنکھ کمزور ہے نہ کہ آفتاب۔ دنیا میں رب کی رحمت و قہر کے خزانہ مقرر ہیں۔ جہاں سے یہ رحمت و قہر تقسیم ہوتا ہے۔ سانپ دیگر موزی چیزیں قہر الٰہی کے مظہر ہیں۔ سمندر کنوئیں اور دیگر فیض رساں چیزیں اس کی رحمت کے خزانہ ہیں۔ اسی طرح انبیاء واولیاء کے دل رب کے اسرار واحکام و حکمتوں کے خزانہ ہیں۔ جیسے سونے کی کان سے سونا ہی نکلے گا۔ ایسے ہی پیغمبر کے ہاں سے اسرار الہی ہی ظاہر ہوتے ہیں۔

س۔اس کی کیا وجہ ہے کہ نبی ہمیشہ انسان اور مرد اور شرفا ہی ہوئے معمولی قوموں فرشتوں ، عورتوں کو نبوت کیوں نہ ملی۔

ج-اعلی اور نازک چیز نہایت مضبوط اور عمدہ برتن میں رکھی جاتی ہے ۔ ہر برتن میں دہی نہیں جمایا جاتا اور کمزور پیٹی میں موتی نہیں رکھے جاتے ۔ نبوت نہایت اعلی اور عمدہ نعمت ہے اس کے لئے فرشتہ اور دیگر مخلوق مناسب نہیں کیونکہ وہ تبلیغ نہیں کر سکتے ۔ تبلیغ وہ کرے جو انسانوں کے سامنے آکر ان کی سمجھ سکے۔ اپنی سمجھا سکے ۔ ان کے دکھ درد سے واقف ہو۔ عورت کو پردہ لازم ہے۔ اس کا باہر پھرنا فساد کا باعث ہے۔ نیز حیض و نفاسی وزچگی میں وہ کام کاج سے عاجز ہے۔ پھر وہ تبلیغ کیسے کرے۔ ذلیل آدمی کی شرفا میں کوئی عزت نہیں ۔ اس کی بات پر کوئی دھیان

نہیں دیتا۔ مقصد تبلیغ اس سے بھی پورا نہیں ہو سکتا۔ لہذا نبی شریف واعلی مرد ہی ہو سکتے ہیں۔

وما ارسلنا من قبلك إلا رجالاً نوه حی الیهم

نیز ارشاد الہی ہے الله یعلم حیث یجعل رسالته۔

س۔ کلمہ پڑھتے ہی کفر کے سب گناہ کیوں معاف ہو جاتے ہیں۔

ج۔ اس لئے کہ اسلام مثل سمندر کے ہے جس میں کیسا ہی پلید آدمی غسل کرے پاک ہو جاتا ہے سمندر ظاہر گندگی کو دور کرتا ہے اخلاص والا کلمہ باطنی نجاست سے پاک کرتا ہے

نماز:

س۔ نماز ساری عبادات میں افضل کیوں ہے؟ اس میں تو مشقت بھی زیادہ نہیں ہے۔ حج وروزہ میں محنت زیادہ ہے وہ ہی سب سے افضل ہونے چاہیئے۔

ج۔ چند وجہ سے۔ایک یہ کہ نماز کی حالت میں کوئی دنیاوی کام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس میں سارے اعضا پر مکمل کنڑول ہے۔ دوسری عبادات میں دنیاوی کام بھی ہو سکتے ہیں۔ حج میں تجارت روزے میں دنیاوی کاروبار ہو سکتے ہیں۔ لہذا اس میں اخلاص زیادہ ہے۔ اسی لئے ارشاد ہوا۔

ان الصلوة تنهی عن الفحشاء والمنکر۔

دوسرے یہ کہ نماز سارے ظاہری باطنی اعضا سے ادا ہوتی ہے۔ روزہ صرف منہ اور پیٹ سے۔ لہذا یہ ہر عضو کی عبادت ہے۔ تیسرے یہ کہ نماز سارے فرشتوں کے عبادات کا مجموعہ ہے کہ کوئی فرشتہ رکوع میں ہے کوئی قیام میں کوئی سجدہ میں۔ چوتھے یہ کہ نماز ساری مخلوق الہی کی عبادات کا مجموعہ ہے کہ درخت قیام میں ہیں۔ چوپائے جانور رکوع میں ہیں۔ کیڑے مکوڑے سجدے میں۔ مینڈک وغیرہ قعدہ میں۔ لہذا نماز سارے فرشتوں اور ساری مخلوق کی عبادات کی جامع ہے۔پانچویں یہ کہ نماز سب پر فرض ہے۔ زکواۃ وحج غریب پر نہیں روزہ مسافر پر نہیں۔ لہذا یہ عبادت عام ہے۔ چھٹے و یہ کہ نمات روزانہ ادا

کی جاتی ہے۔ روزہ زکوۃ سال میں ایک بار اور حج عمر میں ایک بار۔ ساتویں یہ کہ نماز آدمی کی زندگی سنبھال دیتی ہے۔ نمازی کو اپنا بدن کپڑا ہر وقت پاک رکھنا پڑتا ہے اور دن رات ہر وقت نماز کی فکر رکھنی پڑتی ہے۔ لہذا نمازی ہر وقت عبادت میں رہتا ہے۔ فکر عبادت بھی عبادت ہے۔

س۔ نماز پانچ وقت کیوں فرض ہوئی۔ کم و بیش کیوں نہ ہوئی ہے

ج۔ اس لئے کہ معراج میں اولاً پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی تھی جن میں 45 وقت کی معاف ہوگئی۔ رب کے ہاں نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے۔ خود فرماتا ہے: مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا لہذا اب نماز پڑھنے میں پانچ ہیں اور ثواب پچاس ہے۔

س۔ پانچ نمازوں کے یہ ہی اوقات کیوں مقرر کئے گئے۔

ج۔ اس لئے کہ مومن کی ہر حالت رب کے ذکر سے شروع ہونی چاہیئے جن کی ابتدا اچھی ہو۔ امید ہے کہ انتہاء بھی اچھی ہو گی۔ اسی لئے بچے کے پیدا ہوتے ہی کان میں اذان کہتے ہیں کہ یہ زندگی کی ابتداء ہے۔ چونکہ چوبیس گھنٹے میں انسان کے پانچ حال ہوتے ہیں۔ صبح کے وقت دن کی ابتدا ہے گویا نئی زندگی ملی ہے۔ پہلے نماز پڑھے ظہر کے وقت کھانے اور آرام سے فراغت پائی۔ دن کے دوسرے حصہ کی ابتداء ہوئی نماز پڑھے عصر کے وقت ملازمین کاروبار سے فارغ ہو کر سیر و تفریح کو چلے تجارت کے فروغ کا وقت آیا نماز پڑھ لے سوتے وقت جاگنے کی انتہا ہے۔ نیند جو ایک طرح کی موت ہے شروع ہو رہی ہے نماز پڑھ کر سوئے شاید یہ آخری نیند ہو کہ اس کے بعد قیامت ہی کو جاگے۔

س :- نمازوں کی رکعتیں مختلف کیوں ہیں یکساں کیوں نہیں اگر مغرب میں چار رکعت پڑھی تو کیوں نہیں ہوتی؟

ج ۔ لائق طبیب کے نسخہ میں دواؤں کے اوزان مختلف ہوتے ہیں۔ نمازیں بھی مختلف دوائیں ہیں جس قفل میں تین دانتور، والی چابی چاہیے وہ چار دانتوں والی

چابی سے نہیں کھل سکتا۔ یہ نمازیں مختلف پیغمبروں کی یادگاریں ہیں۔ آدم علیہ السلام نے زمین پر اگر رات دیکھی (بظاہر) گھبرا گئے۔ صبح نمودار ہوئی تو دو رکعت شکرانہ ادا کیں۔ یہ فجر ہوئی۔ ابراہیم علیہ السلام نے ذبح فرزند کے وقت دنبہ پایا۔ فرزند کی جان بچنے اور قربانی قبول ہونے پر چار رکعت شکرانہ ادا کی یہ ظہر ہوئی عزیر علیہ سلام نے سولہ برس بعد زندہ ہو کر چار رکعت شکرانہ ادا کیں یہ عصر ہوئی۔ کیونکہ آپ اسی وقت زندہ ہوئے تھے۔ داؤد علیہ السلام نے توبہ قبول ہونے کے شکریہ میں غروب آفتاب کے بعد چار رکعت کی نیت باندھی مگر تین رکعت پر تھک گئے اور سلام پھیر دیا یہ مغرب ہوئی۔ ہمارے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عشاء ادا کی۔ (طحاوی شریف)

س۔ سفر میں قصر یعنی چار فرض کو دو کیوں پڑھتے ہیں تین رکعت میں قصر کیوں نہیں

ج۔ اس لئے کہ سفر معراج میں دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھیں بعض نمازوں میں بعد میں زیادتی کی گئی (حدیث) جب تم بھی سفر میں جاؤ تو سفر معراج کی یادگار قائم کرلو۔ اسی لئے پچھلی دو رکعتوں میں قرأت فرض نہیں۔ اوامام ان میں آہستہ قرآن پڑھنا ہے تاکہ یہ یاد تازہ رہے کہ یہ رکعتیں پہلے فرض ہوئیں اور یہ بعد میں۔ چونکہ تین کا آدھا صحیح نہیں بن سکتا۔ اس لئے اس میں قصر بھی نہیں۔

س۔ امام ظہر و عصر میں آہستہ قرأت کیوں کرتا ہے اور باقی میں زور سے کیوں؟

ج۔ اس لئے کہ شروع زمانہ اسلام میں کفار کا غلبہ تھا وہ قرآن شریف سن کر رب تعالے اور جبریل اور حضور علیہ السلام کی شان میں بکواس بکتے تھے ان ہی دو وقتوں میں وہ آوارہ گھومتے رہتے تھے۔ مغرب میں کھانے میں مشغول ہوتے تھے عشاء میں سو جاتے تھے۔ فجر میں جاگتے نہ تھے۔ اس لئے ان دو نمازوں میں آہستہ قرأت کا حکم ہوا۔ رب نے فرمایا:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا

نہ اتنی آواز سے قرآن پڑھو جو آواز باہر جاوے نہ اتنی آہستہ کہ خود بھی نہ سن سکو۔ اب اگرچہ وہ حالت نہ

رہی مگر حکم وہ ہی رہاتا کہ مسلمان اس مغلوبیت کو یاد کر کے اب غلبۂ اسلام پر خدا کا شکر کریں۔

س۔ نماز کے ارکان قیام و قعود میں کیا حکمتیں ہیں؟

ج۔ نماز میں چار چیزیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور چار کام کئے جاتے ہیں :۔ قرآن تسبحیں۔ درود شریف اور دعائیں توپڑھی جاتی ہیں اور قیام۔ رکوع سجدہ قعود کیے جاتے ہیں۔ ان چاروں کاموں میں دو حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ انسان میں چار وصت ہیں۔ وہ جماد بھی ہے نامی بھی۔ حیوان بھی ہے انسان بھی جماد کی عبادت میں بیٹھا رہتا ہے۔ حیوان کی اصل عبادت رکوع میں رہنا ہے۔ نبات کی بند گی سجدہ - انسان کی بند گی قیام ۔جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے۔ لہذا نماز میں ان چاروں عبادات کو جمع کر دیا گیا۔ نیز یہ چاروں وصف انسان کے لئے رب سے دوری کا باعث بنے۔ گویا انسان چار درجے نیچے اترا۔اس کی ترقی کے لئے چار کام مقرر کئے گئے۔ دوسرے یہ کہ انسان میں آگ۔ پانی۔ ہوا مٹی جمع ہے۔ آگ کی خاصیت تکبر و غرور ہے۔اسی لئے وہ اوپر کو بھاگتی ہے۔ دیکھو شیطان آدم علیہ السلام کے آگے نہ جھکا۔ پانی کا کام ہے پھیلنا۔ خاک کی تاثیر جمور اور بے حسی ہے۔ ہوا کی تاثیر شہوت ہے۔اسی لئے مقوی باہ دوائیاں بادانگیز ہوتی ہیں۔ گویا انسان ان چار مفردوں کا معجون مرکب ہے اور مفردات کا اثر معجون میں ہوتا ہے۔ لہذا انسان میں یہ چاروں عیوب موجود تھے۔ان کے دفعیہ کے لئے یہ چار ارکان نماز میں قائم کئے گئے۔ اوران ارکان کو اللہ کے مختلف ذکروں سے پر کیا گیا۔ کہ ان عیوب سے پاکی حاصل ہو۔ جس کا بیان اس آیت میں ہے :

ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر

روح البیان۔

س۔ نماز کے لئے وضو کیوں ضروری ہے۔

ج۔ اس لئے کہ نماز دل کو پاک کرتی ہے۔ چاہیئے کہ پہلے جسم پاک کیا جائے کیونکہ ظاہری پاکی کا باعث ہوتی ہے۔ دق کی بیماری والے کا کپڑا امکان بدن صاف رکھواتے ہیں تاکہ تندرستی حاصل ہو۔

س۔ وضو میں چار عضو دھونا کیوں فرض ہیں۔ منہ ہاتھ۔ سر کا مسح۔ پاؤں۔

ج۔ دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ وضو کے پانی سے خطائیں اور گناہ جھڑتے ہیں آدم علیہ السلام سے پہلی جو لغزش (ظاہری) صادر ہوئی یعنی گندم کھانا۔ ان ہی چار اعضاء نے کام کیا تھا۔ کہ دماغ میں کھانے کا خیال آیا۔ پاؤں ادھر چلے۔ ہاتھ سے گندم پکڑا۔ منہ شریف نے کھایا۔ لہذا حکم ہوا کہ نماز کے لئے ان ہی اعضاء پر پانی پہنچاؤ۔

دوم یہ کہ اب بھی اکثر گناہ میں ان ہی عضوؤں کا زیادہ حصہ ہوتا ہے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ۔ ناک کان۔ دل۔ دماغ سے ہی گناہ کئے جاتے ہیں۔ دل اور دماغ کا تعلق بادشاہ اور وزیر کا سا ہے۔ کہ دل پر رنج آیا۔ فورا دماغ سے پانی آنسو کی شکل میں ٹپکا۔ اور جہاں دماغ میں برا خیال۔ پیدا ہوا کہ دل مغموم ہو گیا۔ لہذا دماغ پر مسح کر دیا گیا۔ دل کی جگہ دھوئی گئی کہ دماغ کے ذریعہ دل پاک ہو گا۔

س۔ پیشاب پاخانہ ریح۔ قئے خون وغیرہ سے وضو کیوں ٹوٹتا ہے؟

ج۔ وضو گندم کھانے سے لازم ہوا اور یہ چیزیں گندم ہی سے بنتی ہیں۔ حکم ہوا کہ جب جسم سے گندم کا اثر ظاہر ہو۔ وضو کر لو۔ نیند بھی اسی لیے وضو توڑتی ہے کہ وہاں ریح نکلنے کا احتمال ہے۔ نبی کی نیند چونکہ غفلت نہیں پیدا کرتی۔ لہذا ان کا وضو بھی نہیں توڑتی۔

س۔ تو چاہیئے کہ منی نکلنے سے بھی وضو ہی ٹوٹے۔ کیونکہ منی بھی گندم سے بنتی ہے۔ اس سے غسل کیوں ٹوٹتا ہے؟

ج۔ منی کا تعلق سارے جسم سے ہے کہ ہر عضو کے خون سے بنتی ہے اور اس کے نکلتے وقت سارے جسم کو لذت آتی ہے۔ لہٰذا سارے جسم پر ہی اثر ہونا چاہیے۔

س۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کیوں کرایا جاتا ہے اس میں کیا مصلحت ہے؟

ج۔ سارے عناصر یعنی آگ پانی مٹی ہوا میں دلوں کی شفااور جسم کی پاکی ہے۔اسی لئے بہت سی چیزیں آگ سے پاک ہو جاتی ہیں جیسے مٹی تانبہ کے ناپاک برتن نجس زمین ہوا سے خشک ہو کر پاک ہو جاتی ہے۔ بہت صورتوں میں مٹی سے رگڑنا پاکی بخشتا ہے۔اور پانی تو طہارت کا ذریعہ ہے ہی۔اسی طرح پانی پر دم کر کے بیماروں کو پلایا جاتا ہے۔ حضور علیہ اسلام نے ایک بیمار پر مٹی لعاب دہن شریف میں تر کر کے استعمال فرمائی۔ قرآن پڑھ کر دم کرتے ہیں۔دم کی ہوا سے خدا شفا دیتا ہے۔غرضیکہ ان عناصر میں طہارت کا اثر ہے۔لہذا طہارت حکمی یعنی وضو غسل کے لئے پانی کو تو اصل مانا گیا ہے اور بوقت ضرورت مٹی کو نائب کیونکہ مٹی بھی ایک عنصر ہے۔

س۔ نماز کی اطلاع کے لئے اذان کیوں رکھی گئی۔ ہندوؤں عیسائیوں کی طرح سنکھ یا ناقوس کیوں نہ بنایا۔

ج۔ اذان اطلاع نماز کا بہترین ذریعہ ہے۔اس کے مثل نہ سنکھ ہو سکتا ہے۔نہ ناقوس چند وجوہ سے اول تو یہ کہ سنکھ میں مردہ جانور کی ہڈی کا استعمال ہے۔ ناقوس میں لوہے پیتل وغیرہ دھات کا استعمال۔ مگر اذان میں اشرف المخلوق یعنی انسان کا استعمال ہے۔ وہ بھی حلق کی آواز کا نہ کہ ہاتھ کی تالی کا نہ سیٹی وغیرہ کا۔ کیونکہ حلق اندرونی اور بیرونی اعضا کے درمیان واسطہ ہے کہ باہر سے جو ہوا پانی غذا اندر جائے وہ حلق کے راستہ اور جو دل کی بات باہر آئے وہ حلق کے ذریعہ۔ دوسرے یہ کہ سنکھ وغیرہ میں محض بے ڈھنگی آواز ہے جس کا مطلب کچھ نہیں۔ جیسے ریل کی سیٹی کی محض اطلاع ہے۔ مگر اذان میں محض آواز نہیں۔ بلکہ اللہ کی کبریائی حضور کی نبوت کا اعلان ہے۔جو اصل ایمان اور مغز عبادت ہے۔ پھر نماز کا بلاوا ہے۔ پھر نماز کے فوائد کا ذکر جس سے دل میں نماز کا شوق پیدا ہو۔ اگر کوئی خوش گلو اذان دے تو سن کر وجد آجاتا ہے غرضیکہ اذان میں بلاوے کے ساتھ تبلیغ بھی ہے۔

س۔ نماز جماعت سے کیوں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ مسجد میں حاضری کیوں دی جاتی ہے؟

ج- جماعت میں دینی یا دنیوی بہت سی حکمتیں ہیں۔ دنیاوی حکمتیں تو یہ ہیں جماعت کی برکت سے قوم میں تنظیم رہتی ہے کہ مسلمان اپنے ہر کام کے لئے امام کی طرح صدر اور امیر چن لیا کریں۔ پھر امیر کی ایسی اطاعت کریں جیسے مقتدی۔ امام کی جماعت سے آپس کا اتفاق بڑھتا ہے۔ روزانہ پانچ بار کی ملاقات اور دعا و سلام دل کی عداوت دور کرتا ہے ۔ قوم میں پابندی اوقات کی عادت پڑتی ہے۔ کہ سب لوگ جماعت کے وقت پر دوڑتے آتے ہیں۔ جماعت سے متکبرین کا غرور ٹوٹتا ہے کہ یہاں بادشاہ کو فقیر کے ساتھ کھڑا ہونا پڑتا ہے ۔ نیز مسجد ہماری کمیٹی گھر یا دارالشوری ہے جہاں جمع ہو کر مسلمان اہم مشورہ کر سکتے ہیں۔ گویا مسجد میں روزانہ محلہ کی پانچ کانفرنسیں ہوتی ہیں مسجد نبوی سے ہی اسلامی فوج نکل کر جہاد وغیرہ کرتی تھی۔

دینی فائدے یہ ہیں کہ اگر جماعت میں ایک کی نماز قبول ہو گئی تو سب کی قبول ہے۔ جماعت میں گویا مسلمانوں کا وفد بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حاکم کے یہاں تنہا کے مقابل وفد کا زیاد احترام ہوتا ہے۔ جماعت میں انسان رب کی کچہری میں وکیل یعنی امام کے ذریعہ عرض معروض کراتا ہے مسجد کی طرف آنے جانے میں ہر قدم پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ جماعت سے آدمی کو دینی پیشوا علماء صوفیا کا ادب سکھایا جاتا ہے۔

(اسرار الاحکام بانوار القرآن)

☆☆☆☆☆☆

منقبت مفتی و مولانا سجاد رضا صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ و رضوان

از:- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت، شہزادۂ جیند زمن، حضرت العلام مفتی محمد مشارب الحشمت حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

بفیضان کرم سلطانِ ولایت شہزادۂ امام الانبیاء سرکار حضور سجاد امام زین العابدین نورِ چشمِ اولیائے کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تربتِ سجّاد پہ سجّاد کی رحمت رہے
عاشق خیر الوریٰ ہیں حشر تک مدحت رہے،

سرپرستی غوث و خواجہ کے کرم کی ساتھ ہے
دشمنانِ مصطفیٰ پر کیوں نہ پھر دہشت رہے،

دل میں رنگِ اعلیٰ حضرت لب پہ قولِ بوالفتح
یوں جہادوں میں مجاہد فتح اور نصرت رہے،

خبرِ رخصت سنکے ہر سنّی کا دل رونے لگا
موتِ عالم کیا ہوئی عالم میں غم فرقت رہے،

قولِ حق کہنے میں بلکل بے خطر بے خوف تھے
غیر کیا اپنے ہوں یا کوئی بھی شخصیت رہے،

اچّھے حضرت سے ملے کیا سب کے اچّھے ہو گئے
تیری ہمدردی کی ہم کو مدتوں عادت رہے،

اہلِ سنت کے ہو محسن قوم کے روحِ رواں
دشمنانِ دین پر قہر و غضب و شدّت رہے،

بُلبلِ باغِ رضا سے گلشنِ دیں کھل اُٹھے
ایسے عالم کی ہمیشہ عزّت و عظمت رہے،

مرشدِ برحق مشاہد کے مریدِ حق ہو تم
کیوں نہ تیور میں ترے پھر قوتُ و طاقت رہے،

شیر کی للکار پائی شیرِ ہندوستان سے
دیوبندی نجدیوں پر آفت ُو صولت رہے۔

سیّد اجمیر بولیں سچے مفتی ہیں جناب۔
ناشرِ ایمانُ و سُنّت ماحئِ بدعت رہے،

اُمتِ جاناں کی خدمت میں سدا مصروف ہیں
خادمِ اُمت کی یارب زندہ یہ خدمت رہے،

سایۂ معصوم سے تم رنج و غم سے دور ہو
ہر مصیبت ہر بلا سے سالمُ وراحت رہے،

یوں تو گلشن میں چہکتیں ہیں ہزاروں بلبلیں
بلبلِ باغِ مدینہ گلشن سے بھی رفعت رہے،

نصرتیں حاصل تمہیں تھیں شاہِ ناصر کے طفیل
مشکلیں پھر کیا بگاڑیں ایسی جب نصرت رہے،

مسلکِ احمد رضا کی ہر گھڑی تبلیغ کی
کیوں نہ قرباں اِس ولی پر منصب و جنّت رہے،

شاہ سنابل کے رفیقِ خاص سب کے دلربا
پیارے سب کے ہو تمہاری قلب میں الفت رہے،

حضرتِ سجّاد حق میں حشمتی رضوی بنے
حق نُما عالم خلیفہ عاشقِ حشمت رہے۔

حاجتِ تحریک کیا ہو خُد میں وہ تحریک ہیں
جلوہ گر ہوں جس جگہ پہ انجمن و برکت رہے،

رونقِ محفل تمہارے جانے سے رخصت ہوئی
ایک گل سے پورا گلشن نکہتُ وطلعت رہے،

حق و باطل کی لڑائی میں کمر بستہ رہے
سر پہ سہرا جیت کا پُر نور خوش صورت رہے،

مثلِ اُن کا دے خُدا یا اہلِ دل کو دے صبر
آئے کوئی پھر مجاہد حامئ اُمّت رہے،

عالم و صوفی و مجاہد مخلص و رہبر ہو تم
سر پہ سایہ ہو فگن محفوظ یہ نعمت رہے،

کہنے کو یوں تو ہزاروں حشمتی بنتے ہیں خوب
حشمتی صادق اکیلے خَنجرِ حشمت رہے،

ماہِ رمضاں صبحُ و صادق یومِ دو شنبہ ملے
عشرۂ بخشش میں حضرت کو چہ جنّت رہے،

جان کی بازی لگادی جانِ جاناں کے حضور،
ایسے عاشق کی **مشَارِب** خُلد میں شہرت رہے۔

☆☆☆☆☆☆

بدمذہبوں کے لیکچر سننا

از:- حضرت علامہ مولانا غلام ناصر حشمتی ناصری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔

یاغوث اعظم جیلانی شیا اللہ۔

سرکار امام مسلم رضی المولیٰ عنہ مقدمۂ مسلم شریف میں ایک حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔

عن محمد بن سیرین، قال:

إن هذا العلم دين، فانظروا عمن تاخذون دينكم

امام ابن سیرین رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں "بیشک یہ علم دین ہے پس تم خوب دیکھ لو کہ تم کن لوگوں سے اپنا دین حاصل کررہے ہو"

پیارے سنی بھائیو ایک وقت وہ تھا کہ ہم اپنے دین پر اتنی مضبوطی سے قائم تھے کہ علم دین فقط متصلب متقی علماء ربانی اطباء روحانی یعنی حضرات علماء اہلسنت سے سیکھتے، انہیں کی سنتے، انہیں صدق دل سے اپنا امام تصور کرتے ہوئے انہیں کی اقتداء کرتے۔ مگر برا ہو نیچریت دہریت کا برا ہو سوشلزم کمیونزم کا کہ ہمارا دل کعبہ کی جانب جانے کی بجائے یورپی ممالک یورپی تہذیب کی طرف جانے لگا، اور فریڈم آف اسپیچ کے نام پر بھونکنے والے ہر کتوں کو سننے لگے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار

(اے منزل کی طرف پشت کرکے چلنے والے!

ہوش کر۔)

دیکھو سنیت کی جان ہماری پہچان تمہارے اعلی حضرت سرکار رضی المولیٰ عنہ کیا فرماتے ہیں، مسلمانوں! بزرگوں کی بارگاہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا کر اس مبارک فتویٰ دافع بلوی کو پڑھو۔ فرماتے ہیں؛

"آج کل ہمارے عوام بھائیوں کی سخت جہالت یہ ہے کہ کسی آریہ نے اشتہار دیا کہ اسلام کے فلاں مضمون کے رَد میں فلاں وقت لیکچر دیا جائے گا یہ سُننے کیلئے دوڑے جاتے ہیں۔ کسی پادری نے اعلان کیا کہ نصرانیت کے فلاں مضمون کے ثبوت میں فلاں وقت ندا ہوگی، یہ سننے کیلئے دوڑے جاتے ہیں۔

بھائیو! تم اپنے نفع نقصان کو زیادہ جانتے ہو یا تمہارا رب عزّوجل تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ اُن کا حکم تو یہ ہے کہ شیطان تمہارے پاس وسوسہ ڈالنے آئے تو سیدھا جواب یہ دے دو کہ تو جھوٹا ہے نہ یہ کہ تم آپ دوڑ دوڑ کے اُن کے پاس جاؤ اور اپنے رب جل وعلا، اپنے قرآن اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کلمات ملعونہ سُنو۔

اقول: یہ آیت جو ابھی تلاوت ہوئی اسی کا تتمہ اور اس کے متصل کی آیات کریمہ تلاوت کرتے جاؤ دیکھو قرآن عظیم تمہاری اس حرکت کی کیسی کیسی شناعتیں بتاتا اور اُن ناپاک لکچروں نداؤں کی نسبت تمہیں کیا کیا ہدایت فرماتا ہے، آیہ کریمہ مذکورہ کے تتمہ میں ارشاد ہوتا ہے:

ولو شاء ربّک مافعلوہ فذرھم وما یفترون

اور تیرا رب چاہتا تو وہ یہ دھوکے بناوٹ کی باتیں نہ بناتے پھرتے تو توانہیں اور اُن کے بہتانوں کو یک لخت چھوڑ دے۔

دیکھو اُنہیں اور اُن کی باتوں کو چھوڑنے کا حکم فرمایا یا اُن کے پاس سُننے کے لئے دوڑنے کا؟ اور سُنئے اس کے بعد کی آیت میں فرماتا ہے:

ولتصغٰی الیہ افئِدۃ الذین لایؤمنون بالاٰخرۃ ولیرضوہ ولیقترفوا ماھم مقترفون

اور اس لئے کہ اُن کے دل اس کی طرف کان لگائیں جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اُسے پسند کریں اور جو کچھ ناپاکیاں وہ کر رہے ہیں یہ بھی کرنے لگیں۔

دیکھو اُن کی باتوں کی طرف کان لگانا اُن کا کام بتایا جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کا نتیجہ یہ فرمایا کہ وہ ملعون باتیں ان پر اثر کر جائیں اور یہ بھی اُن

جیسے ہو جائیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ لوگ اپنی جہالت سے گمان کرتے ہیں کہ ہم اپنے دل سے مسلمان ہیں ہم پر اُن کا کیا اثر ہو گا؟

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سمع بالدجال فلينأمنه فوالله ان الرجل ليأتيه وهو يحسب انه مؤمن فيتبعه مما يبعث به من الشبهات ۔ رواه ابوداؤد عن عمران بن حصين رضى الله تعالى عنه و عن الصحابة جميعا۔

جو دجال کی خبر سُنے اُس پر واجب ہے کہ اُس سے دُور بھاگے کہ خدا کی قسم آدمی اس کے پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں تو مسلمان ہوں یعنی مجھے اس سے کیا نقصان پہنچے گا وہاں اس کے دھوکوں میں پڑ کر اس کا پیرو ہو جائے گا (اسے ابوداؤد نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ سے روایت کیا۔)

کیا دجال ایک اُسی دجال اخبث کو سمجھتے ہو جو آنے والا ہے حاشا تمام گمراہوں کے داعی منادی (مقرر) سب دجال ہیں اور سب سے دُور بھاگنے ہی کا حکم فرمایا اور اُس میں یہی اندیشہ بتایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يكون فى اٰخر الزمان دجّالون كذّابون ياتونكم من الاحاديث بمالم تسمعوا انتم ولا اٰباؤكم فاياكم واياهم لايضلّونكم ولا يفتنونكم۔

آخر زمانے میں دجّال کذّاب لوگ ہوں گے کہ وہ باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے، توان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں (اسے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

اور سُنئے اس کے بعد کی آیات میں فرماتا ہے:

افغیر اللہ ابتغی حکما وھو الذی انزل الیکم الکتٰب مفصلا والذین اتینٰھم الکتٰب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق فلا تکونن من الممترین o وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لامبدل لکلمٰتہ وھو السمیع العلیم o وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الاالظن وان ھم الایخرصون o ان ربک ھو اعلم من یضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین

تو کیا اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا ڈھونڈوں حالانکہ اُس نے مفصل کتاب تمہاری طرف اُتاری اور اہلِ کتاب خوب جانتے ہیں کہ وہ تیرے رب کے پاس سے حق کے ساتھ اُتری تو خبر دار تو شک نہ کرنا اور تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں کامل ہے کوئی اُس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں اور وہ شنوا و دانا ہے اور زمین والوں میں زیادہ وہ ہیں کہ تو ان کی پیروی کرے تو وہ تجھے خدا کی راہ سے بہکادیں وہ تو گمان کے پیرو ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں بیشک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکے گا اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

یہ تمام آیات کریمہ انہیں مطالب کے سلسلہ بیان میں ہیں گویا ارشاد ہوتا ہے تم جو اُن شیطان آدمیوں کی باتیں سُننے جاؤ کیا تمہیں یہ تلاش ہے کہ دیکھیں اس مذہبی اختلاف میں یہ لکچرار یا یہ منادی کیا فیصلہ کرتا ہے ارے خدا سے بہتر فیصلہ کس کا! اُس نے مفصل کتاب قرآن عظیم تمہیں عطا فرمادی اُس کے بعد تم کو کسی لکچر ندا کی کیا حاجت ہے لکچر والے جو کسی کتاب دینی کا نام نہیں لیتے کس گنتی شمار میں ہیں! یہ کتاب والے دل میں خوب جانتے ہیں کہ قرآن حق ہے تعصب کی پٹی آنکھوں پر بندھی ہے کہ ہٹ دھرمی سے مکرے جاتے ہیں تو تجھے کیوں شک پیدا ہو کہ اُن کی سُننا چاہے تیرے رب کا کلام صدق وعدل میں بھرپور ہے کل تک جو اُس پر تجھے کامل یقین تھا آج کیا اُس میں فرق آیا کہ اُس پر اعتراض سننا چاہتا ہے کیا خدا کی باتیں کوئی بدل سکتا ہے، یہ نہ سمجھنا کہ میرا کوئی مقال کوئی خیال خدا سے چھُپ رہے گا وہ سنتا جانتا ہے، دیکھا اگر تُونے اُن کی سنی تو وہ تجھے خدا کی راہ سے بہکادیں گے کیا یہ خیال کرتا ہے کہ ان کا علم دیکھوں کہاں تک ہے یہ کیا کہتے ہیں ارے اُن کے پاس علم کہاں وہ تو اپنے

اوہام کے پیچھے لگے ہوئے اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں جن کا تھل نہ بیڑا جب اللہ واحد قہار کی گواہی ہے کہ اُن کے پاس نری مہمل اٹکلوں کے سوا کچھ نہیں تو اُن کو سُننے کے کیا معنے سننے سے پہلے وہی کہہ دے جو تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کہ کذبت شیطان تو جھوٹا ہے، اور اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ مجھ کو کیا گمراہ کریں گے میں تو راہ پر ہوں تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اُس کی راہ سے بہکے گا اور کون راہ پر ہے تو پورا راہ پر ہوتا، بے راہوں کی سُننے ہی کیوں جاتا حالانکہ تیرا رب فرما چکا:

ذرھم وما یفترون

چھوڑ دے اُنہیں اور اُن کے بہتانوں کو۔

تیرے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرما چکے:

ایاکم وایاھم

اُن سے دُور رہو اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو بہکا نہ دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

بھائیو! ایک سہل بات ہے اسے غور فرمالو۔ تم اپنے رب جل وعلا اپنے قرآن اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سچّا ایمان رکھتے ہو یا معاذ اللہ کچھ شک ہے! جسے شک ہو اسے اسلام سے کیا علاقہ وہ ناحق اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو کیوں بدنام کرے۔ اور اگر سچا ایمان ہے تو اب یہ فرمائے کہ ان کے لکچروں نداؤں میں آپ کے رب وقرآن ونبی وایمان کی تعریف ہوگی یا مذمت۔ ظاہر ہے کہ دوسری ہی صورت ہوگی اور اسی لئے تم کو بلاتے ہیں کہ تمہارے منہ پر تمہارے خدا ونبی وقرآن ودین کی توہین وتکذیب کریں۔

اب ذرا غور کر لیجئے ایک شریر نے زید کے نام اشتہار دیا کہ فلاں وقت فلاں مقام پر میں بیان کروں گا کہ تیرا باپ ولد الحرام اور تیری ماں زانیہ تھی، للہ انصاف، کیا کوئی غیرت والا حمیت والا انسانیت والا جبکہ اُسے اس بیان سے روک دینے باز رکھنے پر قادر نہ ہو اُسے سُننے جائے گا حاشا اللہ کسی بھنگی چمار سے بھی یہ نہ ہو سکے گا پھر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ دیکھو کہ اللہ ورسول وقرآن عظیم کی توہین تکذیب مذمّت سخت تر ہے یا ماں باپ کی گالی۔ ایمان رکھتے ہو تو اُسے اس سے

کچھ نسبت نہ جانو گے۔ پھر کون سے کلیجے سے اُن جگر شگاف ناپاک ملعون بہتانوں افتراؤں شیطانی اٹکلوں ڈھکوسلوں کو سُننے جاتے ہو بلکہ حقیقۃً انصافاً وہ جو کچھ بکتے اور اللہ ورسول وقرآن عظیم کی تحقیر کرتے ہیں ان سب کے باعث یہ سننے والے ہیں اگر مسلمان اپنا ایمان سنبھالیں اپنے رب وقرآن ورسول کی عزت عظمت پیش نظر رکھیں اور ایکا کرلیں کہ وہ خبیث لکچر گندی ندائیں سننے کوئی نہ جائے گا جو وہاں موجود ہو وہ بھی فوراً وہی مبارک ارشاد کا کلمہ کہہ کر تو جھوٹا ہے چلا جائے گا تو کیا وہ دیواروں پتھروں سے اپنا سر پھوڑیں گے تو تم سُن سُن کر کہلواتے ہو نہ تُم سنو نہ وہ کہیں، پھر انصاف کیجئے کہ اُس کہنے کا وبال کس پر ہوا۔

علماء فرماتے ہیں ہٹّے کٹّے جوان تندرست جو بھیک مانگنے کے عادی ہوتے اور اسی کو اپنا پیشہ کرلیتے ہیں اُنہیں دینا ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر شہ دینی ہے لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور محنت مزدوری کریں۔ بھائیو! جب اس میں گناہ کی امداد ہے تو اس میں تو کفر کی مدد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ قرآن عظیم کی نص قطعی نے ایسی جگہ سے فوراً ہٹ جانا فرض کردیا اور وہاں ٹھہرنا فقط حرام ہی نہ فرمایا بلکہ سُنو تو کیا ارشاد کیا۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم اٰیت اللہ یکفربہا ویستھزأبہا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جھنم جمیعا

یعنی بے شک اللہ تم پر قرآن میں حکم اتار چُکا کہ جب تم سُنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہوتا اور اُن کی ہنسی کی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور باتوں میں مشغول نہ ہوں اور تم نے نہ مانا اور جس وقت وہ آیات اللہ پر اعتراض کررہے ہیں وہاں بیٹھے تو جب تم بھی انہیں جیسے ہو بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

آہ آہ حرام تو ہر گناہ ہے یہاں تو اللہ واحد قہار یہ فرمارہا ہے کہ وہاں ٹھہرے تو تم بھی انہیں جیسے ہو۔

مسلمانو! کیا قرآن عظیم کی یہ آیات تم نے منسوخ کردیں یااللہ عزوجل کی اس سخت وعید کو سچّا نہ سمجھے یا کافروں جیسا ہونا قبول کرلیا۔ اور جب کچھ نہیں تواُن جمگھٹوں کے کیا معنی ہیں جو آریوں پادریوں کے لکچروں نداؤں پر ہوتے ہیں اُن جلسوں میں شرکت کیوں ہے جو خدا ورسول وقرآن پر اعتراضوں کیلیئے جاتے ہیں۔بھائیو! میں نہیں کہتاقرآن فرماتاہے کہ:

انکم اذا مثلھم

(تم بھی ان ہی جیسے ہو۔)

اُن لکچروں پر جمگھٹ والے اُن جلسوں میں شرکت والے سب اُنہیں کافروں کے مثل ہیں وہ علانیہ بک کر کافر ہوئے یہ زبان سے کلمہ پڑھیں اور دل میں خدا ورسول وقرآن کی اتنی عزّت نہیں کہ جہاں اُن کی توہین ہوتی ہو وہاں سے بچیں تو یہ منافق ہوئے جب تو فرمایا کہ اللہ انہیں اورانہیں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا کہ یہاں تم لکچر دواور تم سنو

ذق انک انت العزیز الکریم

(کھولتے پانی کاعذاب چکھ، ہاں ہاں توہی بڑاعزت والا کرم والاہے۔)

الٰہی اسلامی کلمہ پڑھنے والوں کی آنکھیں کھول ولاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم، مسلمان اگرقرآن عظیم کی اس نصیحت پر عمل کریں تو ابھی ابھی دیکھیں کہ اعداء اللہ کے سب بازار ٹھنڈے ہوئے جاتے ہیں ملک میں ان کے شور وشر کا نشان نہ رہے گا جہنم کے کندے شیطان کے بندے آپس ہی میں ٹکرا ٹکرا کر سر پھوڑیں گے، اللہ ورسول وقرآن عظیم کی توہینوں سے مسلمانوں کا کلیجا پکانا چھوڑیں گے، اوراپنے گھر بیٹھ کر بکے بھی تو مسلمانوں کے کان توٹھنڈے رہیں گے اے رب میرے توفیق دے

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا محمد واٰلہٖ وصحبہ اجمعین۔"

(فتاوی رضویہ شریف جلد ۲.۱ صفحہ ۱۰۵۸)

خدا تعالٰی شہید وبصیر ہے سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہے۔انہیں تمہارے ہر کام کی

انہیں خبر ہے، تم چھپ چھپ کر ان خبثاء کو سنتے ہو؟ ذرا غور کرو ان دجالوں کی خاطر اللہ خیرا ورسول کی دشمنی مول لینا کس قدر گھاٹے کی بات ہے؟

دیکھو تمہارے اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"دیوبندی وہابیوں کی اخبث شاخ ہے، اس کا وعظ سننا حرام، اس سے فتوی لینا حرام، اس سے میل جول سخت حرام، بلکہ اسے مسلمان جان کر ہو تو کفر، علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایاہے:

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

(جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

(فتاوی رضویہ شریف، جلد ۲۳، صفحہ ۴۱۳)

پھر فرماتے ہیں:

"اگر کوئی معاذاللہ بدمذہب ہے تو وہ نائب شیطان ہے اس کی بات سننی سخت حرام ہے۔"

(فتاوی رضویہ شریف، جلد ۲۳، ۳۷۷)

پتہ چلا کہ صرف کافر نہیں بلکہ ہر بدمذہب کی بات سننی تک حرام ہے چہ جائیکہ واعظ۔

ایک جگہ پر فرماتے ہیں، رضی المولیٰ عنہ:

"دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کے صدق میں ضرور شک ہے وہ اللہ عزوجل کو وجوباً سچا نہیں جانتے بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں کہ معاذاللہ وہ امکاناً جھوٹا ہے پھر وعظ کو قرآن وحدیث سے بتا کر اس کے صدق وکذب میں شک کرنا ضرور کلمہ کفر ہے، مسلمانوں کو ایسے شخص کا وعظ سننا اور اسے وعظ کی مسند پر بٹھانا حرام ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۱۴، ۳۲۸)

پتہ چلا کہ ان کا وعظ سننا بلکہ اسے مسند واعظ پر بٹھانا حرام۔ پھر ایک جگہ اور فرماتے ہیں رضی المولیٰ عنہ:

"واعظ کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں ان کا وعظ

سننا حرام اور دانستہ انہیں واعظ بنانا کفر علمائے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ:

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

جس نے ان کے کفر اور عذاب میں شک کیا اس نے کفر کیا۔

اسی طرح تمام وہابیہ و غیر مقلدین فانّھم جمیعا اخوان الشیاطین ۔ (کہ وہ سب شیطانوں کے بھائی ہیں۔) دوسری شرط سنی ہونا غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے۔

حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقرصاحب بدعۃ فقد اعان علٰی ھدم الاسلام ۔

جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

تیسری شرط عالم ہونا جاہل کو واعظ کہنا ناجائز ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

اتخذالناس رؤسا جہا لا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ۔

لوگوں نے جاہلوں کو سردار بنالیا پس جب ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کیے تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔

چوتھی شرط فاسق نہ ہونا۔ تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے:

لان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعاً۔

کیونکہ اسے امامت کے لیے مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً مسلمانوں پر اس کی توہین واجب ہے۔

اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں سنی صحیح القعیدہ عالم دین متقی وعظ فرمائے تو عوام کو اس کے وعظ میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شرعیہ

کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصلحت ہو جس پر اُسے اطلاع نہیں تو پیش از وعظ مطلع کر دیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔"

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۹، صفحہ ۷۱)

خلیفۂ اعلی حضرت ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رضوی رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"یہاں اس سے قطع نظر کر کے حضرات وہابیہ اگر بغیر کسی اجرت کے مفت ہی وعظ کہیں بلکہ سامعین کے لئے اپنے پاس سے اجرت مقرر کر کے وعظ سنائیں تو بھی ان کا وعظ سننا حرام ہے کہ وہ عقائد باطلہ زائغہ کو بیان کریں گے۔ اور ان کا ضرر کفار کے ضرر سے اشد ہے۔ اور بالفرض کوئی وہابی صاحب خالی نماز، روزے ہی کا وعظ کریں جب بھی انہیں وعظ کے لئے بیٹھانا حرام ہے کہ منبر پر بٹھانا اور واعظ مسلماناں بنانے میں ان کی تعظیم ہے اور ہم کو ان کی توہین کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے علماء نے تصریح فرمائی کہ ان کو امام بنانا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا، گناہ اور جو نماز ان کے پیچھے پڑھی گئی واجب الاعادہ ہے -رد المحتار ج ۱ باب الامامۃ ص۵۸۵ س۱۴ المبتدع تکرہ امامتہ بکل حال۔ طحطاوی ج ۱ ص ۲۴۴ س ۱۱: الکراہۃ فیہ تحریمیۃ علیٰ ما سبق صغیری۔ ص ۲۷۰ س ۱: ویکرہ تقدیم الفاسق کراہۃ تحریم۔ غنیہ مطبوعہ قسطنطنیہ ص۵۱۳: لو قدموا فاسقا یاثمون۔ مبتدع اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اگر امام بنائیں گے، گنہگار ہوں گے۔ در مختار وکل صلوٰۃ ادیت مع کراہۃ التحریم تجب اعادتہا۔ ان کی تعظیم کو دین کا ڈھانا فرمایا۔

مشکوٰۃ شریف ص۲۳: ''وعن ابراھیم بن مسیرۃ قا ل قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علیٰ ہدم الاسلام''۔ جس نے کسی بد مذہب کی تعظیم کی، اس نے دین کے ڈھانے میں مدد دی۔

شرح مقاصد ج۲ص ۲۷۰ س۸: ''حکم المبتدع البغض والعداوۃ والاعراض عنہ والاہانۃ والطعن واللعن۔''

رہا ان کا فاسق اور مبتدع ہونا، وہ کوئی چھپی بات نہیں، عالم آشکار و کالشمس فی رابعۃ النہار ہے۔ علمائے

عرب و عجم نے بے شمار رسائل اور فتاویٰ ان کی تضلیل و تفسیق میں تحریر فرمائے اور وہ چھپے اور شائع ہوئے۔

اور یہ تضلیل و تفسیق بھی اسی حالت تک ہے کہ ضروریات دین کے منکر نہ ہوں اور اگر منکر ضروریات دین ہیں، معاذ اللہ! رب العزت اصدق الصادقین جل وعلا کو کاذب بالفعل کہیں یا ختم نبوت کا انکار کریں، اعلم المخلوق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے ابلیس لعین کے علم کو زیادہ بتائیں یا حضور جیسا علم غیب ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو جانیں جیسا کہ ان کے کبراء میاں رشید احمد گنگوہی و قاسم نانوتوی و خلیل انبیٹھی واشرف علی تھانوی وغیرھم خذلھم اللہ نے اپنے فتاویٰ ورسائل میں لکھے یا ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کو علمائے دینی یا اقل درجہ ان کو مسلمان ہی جانیں یا لااقل ان کے کفر میں شک کریں تو کافر مرتد ہیں۔ ان کا وعظ سننا تو درکنار، ان کے پاس جانا، ان سے کسی طرح کا معاملہ کرنا، سب سخت حرام واشد کبیرہ ہے۔ واللہ ولی التوفیق وبہ الھدایۃ فی البدایۃ والنھایۃ۔ اللھم طہر عنہم حوزۃ الدین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ ملک العلماء صفحہ ۳۱۵)

ان مبارک فتاویٰ سے ٹھیک دوپہر کے آفتاب سے زیادہ روشن و ظاہر ہوا کے ان دجالوں شیطانوں کو سننا اشد حرام بلکہ زنا سے بدتر ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ ناپاک کتاب سخت ضلالت وبے دینی اور کلمات کفر پر مشتمل ہے اس کا پڑھنا زنا اور شراب خوری سے بدتر حرام ہے کہ ان سے ایمان نہیں جاتا۔ اور یہ ایمان زائل کرنے والی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔"

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۱۵)

مسلمان فقط خالص سنی غیر متنازع متصلب متقی علماء کرام ہی کو سنیں اور ان کے علاوہ باقی تمام واعظوں سے اجتناب کریں۔ اور جن لیکچررز کو سنے سے قطعاً پرہیز چاہیے ان میں سے کچھ کے نام یہاں نقل ہے:

طارق جمیل، طارق مسعود، انجینئر علی مرزا، ذاکر نائیک،ایڈوکیٹ فیض سعید، طاہر القادری، ڈاکٹر اسرار احمد،الیاس گھمن، توصیف الرحمن، جرجس چترویدی، تقی عثمانی، عمر سلیمان، مفتی عبدالواحد، بلال فلپس، مفتی مینک، شبیر علی وارثی، عبدالحنان صدیقی، نعمان علی خان، جلال الدین قاسمی،ابوزید ضمیر۔ ثناء خان، مس نوشین، نکہت خاتون، امۃ المتیم، فرحت ہاشمی۔

الیاس عطار اور اسکی گمراہی میں اس کے معاونین و مددگا، تطہیرٹانڈوی مع معاونین ومددگار.

نسأل اللہ حسن التوفیق و لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وبحمدہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم علیہ و علی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

سگ بارگاہ جنید زماں

فقیر غلام ناصر حشمتی ناصری غفرلہ القوی یو۔کے۔

☆☆☆☆☆☆

مئی
۲۰۲۲

سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ عنہ سے سوال ہوا، "سنی، شیعہ سے کہاں تک تعلق رکھ سکتا ہے؟"

جواباً فرمایا

"کہیں تک بھی نہیں"

(فتاویٰ رضویہ شریف،
جلد ۲۱، صفحہ ۱۸۴)

فائدہ:- پتہ چلا کہ سنی مسلمان کسی غیر سنی سے کسی طرح کا کوئی تعلق، کہیں تک بھی نہیں رکھ سکتا۔

مدیر: عبید حشمت علی
تزئین کار: محمد سہیل رضا حشمتی

May
2022